پیمانہ ۴ شمارہ ۱۲ جلد ۱۷ ۲ جون ۲۰۲۰ء

پرانے کنویں کی صفائی کے دوران ملنے والی انسانی ہڈیوں کا معمہ

از: ڈاکٹر نسرین اختر (ماہرِ آثارِ قدیمہ)

ضلع کوٹ سبزانی کے قصبہ ریگ ماہی میں ایک پرانے کنویں کی صفائی کے دوران ملنے والی انسانی ہڈیوں کا معمہ ایک برس بعد بھی حل نہیں ہو سکا۔ کنواں تقریباً ۱۱۰ فٹ گہرا ہے اور اس کی تہہ سے ۱۴ مارچ ۲۰۱۹ء کو مزدوروں نے ہڈیوں کا ایک ڈھیر نکالا۔ ابتدائی طور پر یہ ہڈیاں ۱۹ افراد کی تھیں۔ ان میں مرد، عورتیں اور بچے سبھی شامل تھے۔ کنویں کے اندر سے کوئی کتبہ یا تاریخ کندہ نہیں ملی، اس لیے عمر کا اندازہ صرف ہڈیوں کی حالت اور ان کے ساتھ ملنے والی چیزوں سے لگایا جا سکا۔

ڈاکٹر نسرین اختر کی ٹیم نے ہڈیوں کے ساتھ ۳۷ مٹی کے برتن، شیشے کی ۱۴ چوڑیاں اور تانبے کا ایک زنگ آلود سکہ برآمد کیا۔ سکے پر ایک طرف ہاتھی اور دوسری طرف کمان کا نشان ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ سکہ ۱۸ویں صدی کے وسط میں ڈھالا گیا تھا۔ اس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ کنواں کم از کم ۱۸۰ برس پرانا ہے۔ برتنوں کی بناوٹ بھی اسی دور کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ابتدائی تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی کہ ہڈیوں پر کسی ہتھیار کے نشانات موجود ہیں۔ کئی کھوپڑیوں میں ایک ہی طرح کے سوراخ ہیں، جس سے ماہرین کا گمان ہے کہ ان افراد کو قتل کرنے کے بعد کنویں میں پھینکا گیا۔ تاہم یہ کسی جنگ یا لڑائی کا نتیجہ نہیں لگتا، کیونکہ ہڈیوں کے ساتھ ہتھیار یا زرہ کے ٹکڑے نہیں ملے۔ ڈاکٹر نسرین اختر کے مطابق یہ ایک منظم قتل کا معاملہ معلوم ہوتا ہے، جس میں متاثرین کو جان بوجھ کر ایک ہی جگہ پر پھینکا گیا۔

مقامی روایت میں اس کنویں کو ’’بھولا کنواں‘‘ کہا جاتا ہے۔ بزرگوں کے مطابق یہ نام اس لیے پڑا کہ یہاں کوئی بھی شخص راستہ بھول کر پہنچ جاتا تھا۔ ریگ ماہی کے ۷۲ سالہ رہائشی حاجی عبدالستار لاشاری نے بتایا کہ ان کے والد نے بچپن میں انہیں اس کنویں سے دور رہنے کی تلقین کی تھی۔ ’’ہمیں کبھی معلوم نہیں ہوا کہ اس میں کیا ہے، بس اتنا کہا جاتا تھا کہ وہاں جانا منع ہے۔‘‘ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جگہ نسلوں تک خوف کی علامت بنی رہی۔

ڈاکٹر نسرین اختر نے ہڈیوں کے نمونے ریڈیو کاربن تجزیے کے لیے بھیجے ہیں۔ ان کی رپورٹ ۲۰۲۰ء کے وسط میں متوقع ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہڈیوں کا تعلق واقعی ۱۸ویں صدی سے ثابت ہو گیا تو یہ برصغیر کے ان چند مقامات میں شامل ہو گا جہاں اجتماعی قتل کے آثار کنویں سے ملے ہیں۔ ’’ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ کوئی بڑی جنگ کا حصہ ہے، لیکن یہ ضرور کسی منظم کارروائی کا نتیجہ ہے۔‘‘

ضلعی محکمہ آثار و ثقافت نے کنویں کے گرد حفاظتی جنگلہ لگا دیا ہے اور مقامی لوگوں کو وہاں جانے سے روک دیا گیا ہے۔ محکمے کے ڈپٹی ڈائریکٹر سید ذوالفقار حسین بخاری نے کہا کہ ’’ہم نہیں چاہتے کہ یہ جگہ تماشا بن جائے، یہ ہمارے ماضی کا حصہ ہے اور اسے احترام کی نظر سے دیکھا جانا چاہیے۔‘‘ انہوں نے بتایا کہ کنویں کے اندر مزید کھدائی فی الحال روک دی گئی ہے تاکہ ماہرین کو کام کرنے کا پورا موقع مل سکے۔

ریگ ماہی کے بھولا کنویں سے ملنے والی ہڈیوں کا معمہ ایک برس بعد بھی حل نہیں

از: ڈاکٹر نسرین اختر (ماہرِ آثارِ قدیمہ)

ضلع کوٹ سبزانی کے قصبہ ریگ ماہی میں ایک پرانے کنویں کی صفائی کے دوران ملنے والی انسانی ہڈیوں کا معمہ ایک برس بعد بھی حل نہیں ہو سکا۔ کنواں تقریباً ۱۱۰ فٹ گہرا ہے اور اس کی تہہ سے ۱۴ مارچ ۲۰۱۹ء کو مزدوروں نے ہڈیوں کا ایک ڈھیر نکالا۔ ابتدائی طور پر یہ ہڈیاں ۱۹ افراد کی تھیں۔ ان میں مرد، عورتیں اور بچے سبھی شامل تھے۔ کنویں کے اندر سے کوئی کتبہ یا تاریخ کندہ نہیں ملی، اس لیے عمر کا اندازہ صرف ہڈیوں کی حالت اور ان کے ساتھ ملنے والی چیزوں سے لگایا جا سکا۔

ڈاکٹر نسرین اختر کی ٹیم نے ہڈیوں کے ساتھ ۳۷ مٹی کے برتن، شیشے کی ۱۴ چوڑیاں اور تانبے کا ایک زنگ آلود سکہ برآمد کیا۔ سکے پر ایک طرف ہاتھی اور دوسری طرف کمان کا نشان ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ سکہ ۱۸ویں صدی کے وسط میں ڈھالا گیا تھا۔ اس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ کنواں کم از کم ۱۸۰ برس پرانا ہے۔ برتنوں کی بناوٹ بھی اسی دور کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ابتدائی تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی کہ ہڈیوں پر کسی ہتھیار کے نشانات موجود ہیں۔ کئی کھوپڑیوں میں ایک ہی طرح کے سوراخ ہیں، جس سے ماہرین کا گمان ہے کہ ان افراد کو قتل کرنے کے بعد کنویں میں پھینکا گیا۔ تاہم یہ کسی جنگ یا لڑائی کا نتیجہ نہیں لگتا، کیونکہ ہڈیوں کے ساتھ ہتھیار یا زرہ کے ٹکڑے نہیں ملے۔ ڈاکٹر نسرین اختر کے مطابق یہ ایک منظم قتل کا معاملہ معلوم ہوتا ہے، جس میں متاثرین کو جان بوجھ کر ایک ہی جگہ پر پھینکا گیا۔

مقامی روایت میں اس کنویں کو ’’بھولا کنواں‘‘ کہا جاتا ہے۔ بزرگوں کے مطابق یہ نام اس لیے پڑا کہ یہاں کوئی بھی شخص راستہ بھول کر پہنچ جاتا تھا۔ ریگ ماہی کے ۷۲ سالہ رہائشی حاجی عبدالستار لاشاری نے بتایا کہ ان کے والد نے بچپن میں انہیں اس کنویں سے دور رہنے کی تلقین کی تھی۔ ’’ہمیں کبھی معلوم نہیں ہوا کہ اس میں کیا ہے، بس اتنا کہا جاتا تھا کہ وہاں جانا منع ہے۔‘‘ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جگہ نسلوں تک خوف کی علامت بنی رہی۔

ڈاکٹر نسرین اختر نے ہڈیوں کے نمونے ریڈیو کاربن تجزیے کے لیے بھیجے ہیں۔ ان کی رپورٹ ۲۰۲۰ء کے وسط میں متوقع ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہڈیوں کا تعلق واقعی ۱۸ویں صدی سے ثابت ہو گیا تو یہ برصغیر کے ان چند مقامات میں شامل ہو گا جہاں اجتماعی قتل کے آثار کنویں سے ملے ہیں۔ ’’ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ کوئی بڑی جنگ کا حصہ ہے، لیکن یہ ضرور کسی منظم کارروائی کا نتیجہ ہے۔‘‘

ضلعی محکمہ آثار و ثقافت نے کنویں کے گرد حفاظتی جنگلہ لگا دیا ہے اور مقامی لوگوں کو وہاں جانے سے روک دیا گیا ہے۔ محکمے کے ڈپٹی ڈائریکٹر سید ذوالفقار حسین بخاری نے کہا کہ ’’ہم نہیں چاہتے کہ یہ جگہ تماشا بن جائے، یہ ہمارے ماضی کا حصہ ہے اور اسے احترام کی نظر سے دیکھا جانا چاہیے۔‘‘ انہوں نے بتایا کہ کنویں کے اندر مزید کھدائی فی الحال روک دی گئی ہے تاکہ ماہرین کو کام کرنے کا پورا موقع مل سکے۔

(صفحہ انتظار حسین کا باقی حصہ)

ہمارے ماضی کو ہم نے کیسے محفوظ خانوں میں بند کر دیا ہے

از: ڈاکٹر نسرین اختر

ہمارے ماضی کو ہم نے کیسے محفوظ خانوں میں بند کر دیا ہے

از: ڈاکٹر نسرین اختر

(صفحہ انتظار حسین کا باقی حصہ)